Cambridge Assessment International Education

Cambridge IGCSE™

CANDIDATE NAME

CENTRE NUMBER

CANDIDATE NUMBER

0064456328

URDU AS A SECOND LANGUAGE **0539/01**

Paper 1 Reading and Writing **May/June 2020**

2 hours

You must answer on the question paper.

No additional materials are needed.

INSTRUCTIONS
- Answer **all** questions.
- Use a black or dark blue pen.
- Write your name, centre number and candidate number in the boxes at the top of the page.
- Write your answer to each question in the space provided.
- Do **not** use an erasable pen or correction fluid.
- Do **not** write on any bar codes.
- Dictionaries are **not** allowed.

INFORMATION
- The total mark for this paper is 60.
- The number of marks for each question or part question is shown in brackets [ ].

This document has **16** pages. Blank pages are indicated.

NL 182567/3
© UCLES 2020

مشق نمبر: 1

سوال نمبر: 1 تا 6

مندرجہ ذیل اشتہار کو غور سے پڑھیں اور دوسرے صفحے پر دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں۔

شیر خان کا سفر نامہ

اردو پریس کی ایک اور پیشکش۔ سادہ اور آسان زبان کے استعمال کی وجہ سے ایک انوکھا "سفر نامہ" کار کے ذریعے یورپ کے آٹھ ممالک کی سیر کرنے والے نوجوان شیر خان کے سفر کے تجربات۔

ان ممالک میں مقیم ایشیائی لوگوں کی طرزِ زندگی اور حالات کے بارے میں قصّے کہانیاں۔

اس کتاب کے تعارف کے لیے ہونے والی تقریب میں بیرونی ممالک سے ادیبوں اور صحافیوں کی شرکت۔

اس سفر نامے کی اہم باتیں:

- خوبصورت تصویروں سے بھرپور
- سفر کے دوران پیش آنے والی مشکلات
- اہم جگہوں اور عمارات کے بارے میں تاریخی معلومات

آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ 23 مارچ بروز جمعہ " گلستانِ سعدی" ہال میں زیادہ تعداد میں شرکت کر کے اس تقریب کی رونق بڑھائیں۔

6 سے 8 بجے تک کھانے پینے کا انتظام ہے جو "الحسین" ادارے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ تقریب میں شرکت کرنے والوں کے لیے کتاب رعایتی قیمت پر ملے گی۔

پچھلے صفحے پر دیے گئے اشتہار کو پڑھیں اور درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

1 شیر خان کا سفر نامہ الگ طرح کا کیوں سمجھا جاتا ہے؟

.... [1]

2 یہ سفر نامہ کن لوگوں کی زندگی کے بارے میں ہے؟

.... [1]

3 تقریب منعقد کرنے کا مقصد کیا ہے؟

.... [1]

4 سفر نامے میں عمارات کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

.... [1]

5 زیادہ لوگوں کے آنے سے تقریب پر کیا اثر پڑے گا؟

.... [1]

6 الحسین ادارے نے کس طرح مدد کی ہے؟

.... [1]

[کل: 6]

© UCLES 2020

مشق نمبر: 2

سوال نمبر: 7

محترمہ فاطمہ جناح کے بارے میں لکھی گئی تحریر پڑھ کر دوسرے صفحے پر دیا گیا فارم پُر کریں۔

محترمہ فاطمہ جناح

محترمہ فاطمہ جناح 1893 عیسوی میں بھارت کے شہر ممبئ میں پیدا ہوئیں۔ان کے والد کا نام پونجا جناح اور والدہ کا نام میٹھی بائی تھا۔اپنے سات بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔آٹھ برس کی عمر میں والد کا انتقال ہوگیا تو بڑے بھائی محمد علی جناح نے انہیں اپنی سرپرستی میں لے لیا۔فاطمہ نے کلکتہ یونیورسٹی سے ڈینٹل سرجن کی ڈگری حاصل کی اور ممبئ میں اپنا کلینک کھول لیا۔

اس وقت ہندوستان میں ممبئ جیسے ترقی پسند شہر میں بھی عورتوں کی تعلیم کا رواج عام نہیں تھا۔فاطمہ نے اپنی خاندانی روایات سے ہٹ کر ایک اعلیٰ پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنا بوجھ خود اٹھا سکیں اور ان کی زندگی کا اوّلین مقصد بھی یہی تھا۔فاطمہ عورتوں میں تعلیم کا شعور پیدا کرنے میں کامیاب رہیں۔ان کی زندگی کا دوسرا بڑا مقصد خدمتِ خلق تھا۔فاطمہ جناح کی سربراہی میں عورتوں نے پاکستانی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔انہوں نے بہت سی تنظیموں میں حصہ لیا اور اپوا تنظیم کی نائب صدر بھی رہیں۔فاطمہ جناح نے تحریکِ آزادی میں بھی اپنے بھائی محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا۔

فاطمہ جناح نے اپنی بھابھی کے انتقال کے بعد ایک بڑا فیصلہ کیا اور اپنے کلینک کو بند کرکے اپنے بھائی کے گھر منتقل ہو گئیں۔فاطمہ پھر مرتے دم تک ان کے ساتھ رہ کر ہر قسم کے حالات میں ان کی رہنمائی کرتی رہیں۔

قائدِ اعظم اکثر اپنی بہن کے بارے میں یہ الفاظ کہتے تھے، "فاطمہ میرے لیے مشعلِ راہ ہے"۔ حکومتِ پاکستان نے بھی محترمہ فاطمہ جناح کو ان کی خدمات کے صلے میں مادرِ ملت کا خطاب دیا۔پاکستانی قوم کو بھی ان پر فخر ہے اور اکثر لوگ انہیں خاتونِ پاکستان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے نام پر ملک بھر میں بے شمار ادارے قائم کیے جا چکے ہیں۔

خاتونِ پاکستان نے 1967 میں وفات پائی اور اپنے بھائی کے قریب مزارِ قائدِ اعظم کے احاطے میں دفن ہوئیں۔بے شک وہ ایک روشن خیال، ترقی پسند خاتون اور بہترین سماجی کارکن تھیں۔میرے خیال میں اپنے اچھے کاموں کی بدولت فاطمہ جناح جیسی ہستیاں مر کر بھی لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔

پچھلے صفحے پر محترمہ فاطمہ جناح کے بارے میں دی گئی معلومات پڑھ کر فارم پُر کریں۔

محترمہ فاطمہ جناح

مثال: تاریخ پیدائش۔ 1893 عیسوی

باپ کا نام:

[1] ....

تعلیمی قابلیت:

[1] ....

زندگی کا اوّلین مقصد:

[1] ....

اپوا تنظیم میں ان کا عہدہ:

[1] ....

قائدِ اعظم کی نظر میں فاطمہ جناح کا مقام:

[1] ....

حکومت کا دیا گیا لقب:

[1] ....

براہِ مہربانی صحیح جواب کے خانے میں ٹھیک کا نشان لگائیں : مصنف کی رائے میں لوگوں کے دلوں میں زندہ رہنے کی وجہ۔

قائدِ اعظم کی بہن ☐ ان کے نام پر ادارے ☐ اچھے کاموں کی وجہ سے ☐ [1]

[کل: 7]

مشق نمبر: 3
سوال نمبر: 8 تا 10
دودھ کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات پڑھ کر دوسرے صفحے پر دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں۔

دودھ کی غذائی اہمیت

انسان کی زندگی میں دودھ کی بہت اہمیت ہے۔اس کی سب سے پہلی خوبی یہ ہے کہ یہ شیرخوار بچوں کے لیے ایک مکمل غذا ہے۔وہ پیدائش سے لے کر چند ماہ تک صرف اسی پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔مگراس کے بعد دوسری غذا کے ساتھ ساتھ بھی دودھ پینے کا عمل جاری رہتا ہے۔کچھ بچے ایک خاص عمر کے بعد دودھ پینا مکمل طور پر چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ اسے لمبی مدت تک پینا پسند کرتے ہیں۔اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ دودھ کا استعمال ہماری نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔دودھ پوری دنیا میں پینے کے لیےاستعمال ہوتا ہےاور اس سے دوسرے مشروبات بھی بنائے جاتے ہیں جیسے لسّی اور مختلف پھلوں سے شیک وغیرہ۔عموماً ہر ملک میں اس کا استعمال میٹھے پکوانوں، مٹھائی، کسٹرڈ، کیک اور چاکلیٹ میں کیا جاتا ہے۔دودھ کی ایک اور اہم غذائی خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہمارے جسم کو طاقت بخشنے کے علاوہ ہمیں ذہنی طور پر بھی چاق و چوبند بناتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کچھ ممالک میں بچوں کے علاوہ تمام عمر کےلوگ روزانہ باقاعدگی سے دودھ پینے کے عادی ہیں۔

اقوام متحدہ کے غذائی ماہرین نے22 ممالک میں لوگوں پر تحقیق کرنے کے بعد یہ ایک دلچسپ اور حیرت انگیزانکشاف کیا ہے کہ جو لوگ باقاعدگی سےطویل عرصہ تک دودھ پیتے ہیں وہ بہت ذہین ہوتے ہیں۔بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ زیادہ تعداد میں نوبل انعام حاصل کرنے والےوہی لوگ ہیں جو دودھ زیادہ مقدار یا لمبی مدت تک پیتے ہیں۔ان کا دوسرا انوکھا دعویٰ یہ ہے کہ نوبل انعام پانے والوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو بہت زیادہ چاکلیٹ کھانے کے عادی ہیں۔یہ بات درست ہے کہ چاکلیٹ میں شامل اجزاء ذہنی قوت کو بڑھاتے ہیں۔لیکن شاید کچھ لوگوں کواس بات کی صداقت پر یقین نہ آئے۔

سویڈن میں نوبل انعام یافتہ لوگوں کی تعداد 33 ہےاور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا بھرمیں سب سے زیادہ دودھ بھی یہ ملک ہی استعمال کرتا ہے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سویڈن کے لوگ ان انعامی مقابلوں کو اہم جانتے ہوئے ان کی بہت تشہیر کرتے ہیں اور اس میں اپنے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرتے ہیں۔جبکہ بعض کی رائے میں سویڈن ان انعامی مقابلوں کی میزبانی کرتا ہے اس لیے جیتنےوالوں کے چناؤمیں جانبداری کا عنصر شامل ہو سکتا ہے۔اصل بات کچھ بھی ہو مگریہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دودھ ایک انمول نعمت ہے۔

© UCLES 2020

آپ دودھ کی غذائی اہمیت کے بارے میں مضمون لکھ رہی/رہے ہیں۔ مضمون کا خاکہ نکات کی شکل میں تیار کریں۔ اپنے نکات مندرجہ ذیل سرخیوں کے تحت لکھیں:

8 دودھ کے تین اہم غذائی پہلو

• .... [1]

• .... [1]

• .... [1]

9 ماہرین کے مطابق نوبل انعام پانے کی دو خاص وجوہات

• .... [1]

• .... [1]

10 سویڈن میں انعام کی تقسیم کے بارے میں لوگوں کے خیالات

• .... [1]

• .... [1]

[کل: 7]

© UCLES 2020

مشق نمبر: 4

سوال نمبر: 11

جعلی پیروں اور عاملوں کے کارناموں کے بارے میں درج ذیل تفصیل پڑھیں اور دوسرے صفحے پر دیے گئے سوال کا جواب لکھیں۔

دھوکہ دہی کی وارداتوں کا تذکرہ اخبارات اور ٹیلیویژن کے ذریعے ہر ملک کی عوام تک پہنچتا رہتا ہے اور زیادہ تر لوگ ایسی خبروں سے چوکنا اور ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ مگر کچھ پریشان حال لوگ سہاروں کی تلاش میں غلط قسم کے لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جن میں جعلی فقیر یا عامل بھی شامل ہیں۔ دنیا کے مختلف علاقوں کی طرح برِّ صغیر میں بھی اس طرح کے جعلی عاملوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ وہ اکثر لوگوں کو خواہ مخواہ بیمار ثابت کر کے ان کا علاج کرتے وقت نہایت ہی عجیب و غریب طریقے اپناتے ہیں۔

کچھ نقلی عامل بہت شہرت یافتہ ہونے کی وجہ سے اپنے مریدوں کے دلوں پر مضبوط گرفت رکھتے ہیں اور پھر ان سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کچھ عامل تو ایک جگہ پر مستقل رہائش پذیر ہوتے ہیں اور ان کے مرید دوسرے لوگوں تک ان کی مشہوری کرتے رہتے ہیں یوں ان کا حلقہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کچھ دوسرے علاقوں سے آتے جاتے رہتے ہیں اور ان کی پکڑ ممکن نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ عامل ایسے بھی ہوں گے جو لوگوں کی نفسیات سے واقف ہوتے ہیں وہ اپنے تجربات کی بنیاد پر لوگوں کی پریشانیوں کو سمجھتے ہوئے انہیں مناسب مشورے دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ شاید اس طرح لوگوں میں اتنی خود اعتمادی آ جاتی ہو کہ وہ اپنی پریشانیوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ مگر عقل یہی گواہی دیتی ہے کہ جعلی عامل مجبور لوگوں سے دولت بٹورنے کے لیے نہایت ہی بھونڈے طریقے استعمال کرتے ہیں اس طرح ان مجبور لوگوں کی مالی مشکلات مزید بڑھ جاتی ہیں یا پھر ان کے جاننے والے یا کسی عزیز پر الزام لگا کر ان کے درمیان مزید لڑائی جھگڑے کھڑے کر دیتے ہیں۔ نتیجے میں کئی خاندان ان جھگڑوں کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

گزشتہ چند سالوں سے ان جعلی عامل صاحبان نے لوگوں کو پھنسانے کے لیے کچھ نئے نئے انداز اپنا لیے ہیں۔ وہ لوگوں کی ذاتی معلومات ناجائز طریقے سے حاصل کر لیتے ہیں۔ خط کے ذریعے اپنے بارے میں معلومات بھیج کر لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ نہایت ہی غلط طریقہ ہے۔ کسی کی ذاتی معلومات چوری کرنا سراسر قانون کی خلاف ورزی ہے۔ آج کل اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی پہنچے ہوئے بابا کے نام کے چھپے ہوئے کارڈ گھروں میں لیٹر باکس سے پھینک دیے جاتے ہیں۔ جن میں ہر قسم کے مسئلے کا حل پیش کرنے کے دعوے کیے جاتے ہیں مثلاً ہر قسم کی بیماری کا علاج، اولاد کو فرماں بردار بنانا، محبوب کو قریب لانا اور رشتوں کا جوڑ توڑ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ پریشان حال لوگ ایسی تحریر سے متاثر ہو کر ان سے رابطہ کر بیٹھتے ہیں اور بعد میں ان کے پاس ہاتھ ملنے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔

پچھلے صفحے پر بتائے گئے جعلی عاملوں کے دھوکہ دہی کے طریقوں کا خلاصہ لکھیں۔آپ کا خلاصہ تقریباً 100 الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔خلاصے کے مواد کے 6 مارکس اور صحیح زبان کے 4 مارکس دیے جائیں گے۔

.

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

[کل: 10]

© UCLES 2020

مشق نمبر: 5

سوال نمبر: 12 تا 19

کراچی کی کہانی

آج سے تقریباً 300 برس قبل بہاری ندی کے کنارے دربو نامی بستی اس جگہ پر آباد تھی، جہاں پر ندی بحیرہ عرب میں گرتی تھی۔ آغاز میں ماہی گیروں یعنی مچھیروں کا ایک بلوچی قبیلہ یہاں آکر آباد ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یوں کلاچی نامی مچھیرن کے نام پر اس بستی کا نام کلاچی رکھ دیا گیا۔ بعد میں یہ نام کراچی میں تبدیل ہوگیا۔ پھر یہ بستی بڑھتے بڑھتے ایک شہر کی شکل اختیار کرنے لگی تو اس کی حفاظت کے لیے اس کے اِرد گِرد فصِیل بنا دی گئی اور دو دروازے بھی تعمیر کیے گئے۔ میٹھے پانی والی بہاری ندی کی طرف کا دروازہ "میٹھا در" کہلایا اور صحرا کی طرف کھلنے والے دروازے کا نام "کھارا در" رکھ دیا گیا۔ ایک طویل مدت کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ دروازے تو نہ رہے مگران ناموں پر آج بھی دو محلے آباد ہیں۔

کراچی شہر رفتہ رفتہ ایک وسیع و عریض علاقے پر پھیل چکا ہے۔ عرفِ عام میں لوگ کراچی کو محبت سے روشنیوں کا شہر بھی کہتے ہیں۔ کراچی قیام پاکستان کے بعد کئی برس تک ملک کا صدر مقام رہا اور آج بھی صوبہ سندھ کا دارالحکومت ہے۔ سندھ کی تہذیب و تمدن ہزاروں سال پرانی ہے اور موہنجو داڑو کے آثارِ قدیمہ اس کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ کراچی کی قدیم عمارات میں آج بھی اس تہذیب کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ ان عمارات کے نقش ونگار اور مینا کاری اس وقت کے سنگتراشوں کی مہارت کی عکاسی کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سنگ تراش آسو خان سندھ میں روزگار کی تلاش میں آکر آباد ہُوا۔ اس وقت محمد کلہوڑہ کے مقبرے کی تعمیر جاری تھی۔ آسو نے اپنی ذہانت کی بناء پر وہاں کام شروع کیا اور اس نے اس بات کا تخمینہ لگا لیا کہ یہاں پر ہنر مند سنگتراشوں کی اشد ضرورت ہے۔ لٰہذا اس نے جلد ہی اپنی برادری کے ماہر اور تجربہ کار سنگتراشوں کو بھی سندھ منتقل ہونے کی صلاح دی۔ اس طرح یہ ہنرمند سنگتراش سندھ کی سرزمین پر آکر آباد ہوئے اور انہوں نے اپنے کمال و ہنر کے جوہر دکھا کر شہرت کے جھنڈے گاڑ دیے۔

اس وقت مہاراجہ کی طرف سے قابل سنگتراشوں کو انعام کے طور پر "گزدر" دینے کا رواج تھا۔ یہ تین فٹ لمبی سونے کی پٹی ہوتی تھی اور باقاعدہ دربار سجا کر یہ رسم ادا کی جاتی تھی۔ پھر یہ سنگتراش راجہ کے مشیر خاص کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان نامور سنگتراشوں کی کاریگری کے نادر نمونے آج بھی پرانی عمارات میں ملتے ہیں مثلاً مساجد، مندر، دھرم شالے اور سرکاری عمارات وغیرہ۔ کراچی میں اس وقت بھی مختلف قومیں بستی تھیں جن میں تاجر، مہاجر اور امیر کبیر لوگ شامل تھے جن کے بنگلوں اور کوٹھیوں پر اس انمول ہنر کے نشان اب بھی موجود ہیں۔

دراصل کراچی قدیم اور جدید عمارات کا حسین امتزاج ہے۔ مزارِ قائدِ اعظم اس امتزاج کی منفرد اور جیتی جاگتی مثال ہے۔ اس شاندار عمارت کا آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہُوا جدید طرز کا سفید سنگِ مَرمَر سے بنا گنبد اور اس عمارت کی پرانے انداز کی مینا کاری دیکھنے والوں کی آنکھوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی جدید عمارات قابلِ دید ہیں۔ خاص طور پر اس کے خریداری کے مراکز، حبیب بینک کا مینار وغیرہ۔ مزے کی بات یہ ہے کہ وہ مشینی دور نہیں تھا اور نہ ہی کوئی تربیتی ادارہ یہ ہنر سکھاتا تھا۔ ماہر سنگتراش کسی شخص میں صلاحیت اور شوق کو دیکھتے ہُوئے اسے اپنی شاگردی میں لے لیتا۔ لٰہذا عام طور پر ہنر سیکھنے کا عمل گہرے مشاہدے پر مبنی تھا اور پھر استاد ہتھوڑے اور چھینی کے استعمال کے تمام عملی طریقے سکھا دیتا۔ استاد اور شاگرد کا یہ تعلق بھرپوری زندگی قائم رہتا۔

پچھلے صفحے پر کراچی کے بارے میں دی گئی معلومات پڑھ کر مندرجہ ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

12 دربو نامی بستی کا نام کلاچی کیسے پڑا؟

.... [1]

13 کراچی شہر کے دروازے کا نام میٹھا در کیوں رکھا گیا؟

.... [1]

14 موہنجو داڑو کی تہذیب کتنی پرانی ہے؟

.... [1]

15 کراچی کی پرانی عمارات سنگ تراشوں کے کس ہنر کو نمایاں کرتی ہیں؟

.... [1]

16 سرزمینِ سندھ کے بارے میں آسو خان نے کیا اندازہ لگایا؟

.... [1]

17 ماہر سنگتراشوں کو دی جانے والی "گزدر" کیا تھی اور اسے کیسے پیش کیا جاتا تھا؟

.... [1]

.... [1]

18 قائدِ اعظم کے مزار کی جدید خوبی تحریر کریں۔

.... [1]

19 سنگ تراشوں کے ہنر سیکھنے کے بارے میں دو اہم باتوں کا ذکر کریں۔

.... [1]

.... [1]

[کل: 10]

© UCLES 2020

مشق نمبر: 6

سوال نمبر: 20

مضمون نویسی کے مقابلے میں حصّہ لینے کے لیے درج ذیل عنوان پر ایک مضمون لکھیں۔

آپ کے اسکول/کالج نے مضمون نویسی کا ایک مقابلہ رکھا ہے۔

آپ اس عنوان پر مضمون لکھیں۔"چھٹیوں کی سیر کے لیے بہترین جگہ یا ملک"

انعام کے طور پر جیتنے والے تین بہترین مضامین لکھنے والے طلباء کو اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے ہوائی جہاز کے ٹکٹ دیے جائیں گے۔

آپ کا مضمون 150 – 200 الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

آپ چاہیں تو مندرجہ ذیل نکات سے مدد لے سکتے ہیں۔

- اس ملک یا جگہ کی دو خاص باتیں
- وہاں کس قسم کی سرگرمیوں میں حصّہ لیا جا سکتا ہے؟
- یہ جگہ دوسری جگہوں سے بہتر کیوں ہے؟

مضمون کے مواد کے 10 مارکس

اور صحیح زبان کے استعمال کے 10 مارکس

© UCLES 2020

[کل: 20]

© UCLES 2020

BLANK PAGE

© UCLES 2020

BLANK PAGE

© UCLES 2020

BLANK PAGE

Permission to reproduce items where third-party owned material protected by copyright is included has been sought and cleared where possible. Every reasonable effort has been made by the publisher (UCLES) to trace copyright holders, but if any items requiring clearance have unwittingly been included, the publisher will be pleased to make amends at the earliest possible opportunity.

To avoid the issue of disclosure of answer-related information to candidates, all copyright acknowledgements are reproduced online in the Cambridge Assessment International Education Copyright Acknowledgements Booklet. This is produced for each series of examinations and is freely available to download at www.cambridgeinternational.org after the live examination series.

Cambridge Assessment International Education is part of the Cambridge Assessment Group. Cambridge Assessment is the brand name of the University of Cambridge Local Examinations Syndicate (UCLES), which itself is a department of the University of Cambridge.